غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات کا ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

☆ابرار رضا مصباحی
ڈائریکٹر: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی
ریسرچ اسکالر: شعبۂ فارسی جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

یوں تو رسالہ ''غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات'' حضرت شیخ برہان الدین غریب قدس سرہ کی عظیم کرامات اور حیرت انگیز مکاشفات پر مشتمل ہے لیکن ان کے ضمن میں حضرت شیخ کی حیات وشخصیت کے کئی اہم گوشوں؛ مثلاً آپ کی ریاضات ومجاہدات شاقہ، دل نشیں تعلیمات وہدایات، زریں ارشادات وفرمودات، طریقت کے آداب واصول اور اصطلاحات تصوف وصوفیہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ حضرت شیخ کے کئی باکمال خلفا اور نامور مریدین کے احوال وکوائف سے متعلق بھی اہم معلومات درج ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ کے سفر آخرت کی تیاری اور کوائف رحلت کا بیان ہے، پھر حضرت شیخ کے وصال کے بعد واقع ہونے والی کئی حیرت انگیز کرامات کو بھی شامل کیا گیا ہے، پھر رسالے کے اخیر میں اختتامیہ اور حضرت شیخ غریب کے وصال پر رقت آمیز اشعار اور دردانگیز مرثیے شامل ہیں۔

مؤلف غرائب الکرامات:

غرائب الکرامات کے مؤلف شیخ مجد الدین عماد کاشانی ہیں جو حضرت شیخ برہان الدین غریب کے سعادت مند مرید، باکمال خلیفہ اور مخلص حاضر باش تھے۔ ان کا خاندان علمی وروحانی طور پر حضرت شیخ سے وابستہ تھا اور سبھی افراد حضرت شیخ کے دامن رشد وہدایت سے منسلک تھے۔ حضرت شیخ کی بھی اس خاندان پر نگاہِ کرم اور توجہ خاص تھی جس کی لوگوں میں شہرت بھی تھی جیسا کہ مؤلف نے غرائب الکرامات کے دیباچے میں اشارہ کیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

''اس رسالے کی تالیف کی راہ میں کوتاہیاں بھی حائل ہوئیں اور کافی رکاوٹوں کی وجہ سے اس مقصد میں کام یابی نظر نہیں آ رہی تھی، یہاں تک کہ حضرت قطب عالم [شیخ برہان الدین غریب] کے بعض معتبر احباب، باذوق اصحاب اور مخلص مریدین نے کرم فرماتے ہوئے مجھے یہ عبارت تحریر کی:

> ''چوں کہ آپ کا خاندان اخلاص ووفا کے زیور سے آراستہ ہے اور خاندان کے چھوٹے بڑے سبھی کو حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ ایک خصوصی مناسبت اور قرب تمام حاصل ہے جو لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہ تحقیقی طور پر معلوم ہے کہ آپ کے خاندان کی کئی بابرکت شخصیات نے حضرت شیخ الاسلام کی کرامتوں کو بیان فرمایا ہے، لہٰذا اب آپ اس عہد میں انھیں [تحریری طور پر] بیان کر دیں''۔

مؤلف نے دیباچے میں اپنے دو برادرانِ بزرگوار؛ شیخ رکن الدین عماد کاشانی اور شیخ حماد الدین عماد کاشانی کو بلند القاب وآداب سے مخاطب کرتے ہوئے ان کی علمی وروحانی حیثیتوں کو اجاگر کیا ہے اور ان ''نفائس الانفاس'' اور ''احسن الاقوال'' کی اہمیت وجامعیت پر بھی روشنی ڈالی ہے، جیسا کہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"یہ دونوں نہایت حسین اور عمدہ تالیفات؛ سالکین راہِ طریقت کے لیے زبردست برہان اور رہنما اصول ہیں"۔ [......]

شیخ رکن الدین عماد کاشانی، شیخ حماد الدین کاشانی اور شیخ مجد الدین عماد کاشانی تینوں برادران حضرت شیخ برہان الدین غریب کے دست گرفتہ، خلافت و نعمت یافتہ اور عاشق و شیدا تھے۔ ان تینوں برادرانِ گرامی نے اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے پیر و مرشد کے احوال و کمالات، ارشادات و فرمودات اور تعلیمات و ہدایات کو قلم بند کر کے ایک تاریخی اور قابلِ یادگار کارنامہ انجام دیا ہے۔ بلاشبہ ان حضرات کی کتابیں حضرت شیخ پر ریسرچ کرنے والوں کے لیے اہم دستاویزات اور بنیادی مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

مؤلف کو اپنے پیر و مرشد سے غایت درجہ عقیدت و محبت تھی اور اس درجہ تھی کہ بیعت و ارادت حاصل کرنے کے بعد دن رات اپنے شیخ کامل کے مناقب و مدائح میں ہی مشغول رہنے لگے اور اپنے اور غیر سب سے اپنے پیر کے اوصاف و کمالات اور محاسن و محامد کو بیان کرتے اور سناتے رہتے تھے۔ شیخ مجد الدین کی اسی مخلصانہ محبت، روحانی تعلق، قلبی لگاؤ اور خوش اعتقادی نے ان کو تالیف پر آمادہ کیا اور اپنے پیر و مرشد کے قیمتی آثار و تبرکات اور نایاب معلومات اور عظیم کرامات و مکاشفات کو تحریر کر کے محفوظ کر دیا اور اپنے بعد والوں کے لیے ایک عمدہ سامان اور حضرت شیخ غریب پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے بیش قیمت مواد فراہم کر دیا ہے۔

☆ مؤلف نے اپنے اصل موضوع یعنی ذکر کرامات و مکاشفات سے قبل جو دیباچہ تحریر کیا ہے، وہ علمی، تحقیقی اور معلوماتی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ اندازِ بیان اور طریقۂ گفتگو بہت ہی مدلل ہے جس سے مؤلف کی عالمانہ شان و عظمت، محققانہ صلاحیت و بصیرت اور عارفانہ حکمت و دانائی نمایاں ہوتی ہے۔

مؤلف نے حمد و ثنا کے بعد انبیا و اولیا کے بھیجے جانے کے اغراض و مقاصد اور ان کی ہمہ گیر ذمے داریوں پر بڑی نفیس باتیں تحریر کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کے معجزات کا علم دولت اور اولیائے عظام کی کرامات کے پرچم سعادت کو اپنی کائنات اور بندوں کے درمیان بلند فرمایا اور اپنے انوارِ معرفت اور علومِ لدنّی سے انبیا کے باطن کو تزکیہ اور صوفیہ کے دل کو تصفیہ سے مزین کیا۔ انبیا کو معجزہ عطا فرمایا تاکہ وہ اپنے حیرت انگیز معجزات کی حجتوں سے مشرکین کے دامن کو اسلام کی سعادت سے مالا مال کریں اور اولیا کو کرامات کے اظہار کا حکم فرمایا تاکہ وہ اپنے انوکھے دلائل اور حیرت انگیز مکاشفات کے براہین سے اہلِ اسلام کو خداوند قدوس کے قرب سے مشرف کر دیں۔

اسی طرح شریعت محمدیہ کے علما و مشائخ کی عظمت و منزلت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دُرودوں کا تحفہ اور سلاموں کا ہدیہ اکرم الانبیا، برہانُ الاصفیا، حضرت احتبیٰ محمد مصطفیٰ - علیہ افضل الصلوٰت وعلیٰ آلہ واصحابہ - پر جن کی شریعت کے علما انبیائے کرام کے علوم کے وراث ہیں کہ "اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ"۔ یعنی: علما انبیا کے وارث ہیں۔ اور جن کی امت کے مشائخ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے اعتبار سے نبی کے قائم مقام ہیں کہ "اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ"، یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے نبی اپنی امت میں۔

اس کے بعد شیخ مجد الدین کاشانی نے اپنی ارادت کی سعادت مندی اور بعد کے پیش آمدہ احوال و کوائف، وجہ تالیف، پس منظر وغیرہ کو پیش کیا ہے۔

اس رسالے میں حضرت شیخ برہان الدین غریب کی ہمہ صفات شخصیت اور ان کی مختلف الجہات خدمات پر بھی روشنی پڑتی ہے جن میں سے چند جھلکیاں اس طرح ہیں:

☆ آپ نے ۲۵ رسال تک نمازِ عشا کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی ہے اور شب بیداری کی وجہ سے اپنی پشت مبارک کو زمین پر

نہیں لگایا۔

☆ آپ نے ۳۰ رسال تک صوم داؤدی رکھا اور ایک مصلا پہ ۶ رسال تک نماز ادا کی اور پھر اسی کو آپ اوڑھ بھی لیتے تھے۔

☆ حضرت محبوب الٰہی نے حضرت شیخ برہان الدین کے بارے میں فرمایا کہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ". اور سرزمین دکن کی ولایت عطا فرماتے ہوئے بڑی شفقت ومحبت کے ساتھ آپ کو خلق خدا کی تعلیم وتلقین اور رشد وہدایت کے لیے دکن کی جانب رخصت فرمایا۔

تاریخ وتذکرہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ عجب اتفاق ہے کہ خواجہ برہان الدین غریب اور مخدوم شیخ اخی سراج عثمان جو دونوں برادران طریقت اور حضرت محبوب الٰہی کے مشہور ترین مریدین وخلفا میں ہیں۔ جب دونوں کی حیات کا مطالعہ کیجیے تو ان دونوں بزرگوں کے کئی واقعات میں یکسانیت نظر آئے گی، مثلاً یہ کہ جب شیخ برہان الدین دکن تشریف لائے تو ان کو اس وقت کے نامور عالم وفاضل حضرت مولانا سید زین الدین بن داؤد شیرازی کا سامنا ہوا۔ ایسے ہی جب حضرت محبوب الٰہی نے مخدوم اخی سراج کو سرزمین بنگالہ بھیجا تو ان کو مولانا علاء الحق پنڈوی کا سامنا ہوا۔ بعد میں یہ دونوں نامورانِ علم وفن ان کے ارادت مندوں اور غلاموں میں شامل ہونے کے ساتھ ساتھ آگے چل کر اپنے شیخ کامل کے علوم ومعارف کے سچے وارث وجانشین بھی قرار پائے۔

مؤلف نے تصوف کی کئی اصطلاحات پر بھی بڑی عمدہ، جامع اور سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

مثلاً؛ تجرید وتفرید کے بارے میں فرماتے ہیں:

"تجرید کیا ہے؟ تجرید: وہ ہے کہ آج جو کچھ تمھارے پاس ہے، اس سے آزاد ہو جاؤ۔

تفرید: وہ ہے کہ تم کل کے غم وفکر میں مت رہو"۔

اسی طرح خلوتِ ظاہری وباطنی پر بھی اہم باتیں بیان فرمائی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

"خلوتِ ظاہر: وہ ہے جو مخلوق کو چھوڑ کر دیوار سے سروکار رکھے (یعنی مخلوق سے کنارہ کش ہو کر گوشۂ تنہائی کو اختیار کر لے) یہاں تک کہ اپنی جان حق تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

خلوتِ باطن: وہ ہے جو دل سے اغیار کے اندیشے کو دھو ڈالے (حق تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ دوسرے کی بالکل فکر اور پروا نہ ہو)۔

راہِ سلوک اور طریق معرفت کی کچھ اصولی اور ضروری باتیں بھی بیان کی ہیں جو واقعی بہت اہم ہیں، چند نکات ملاحظہ کریں:

☆ "ریاضت ومجاہدہ کے بغیر کرامت کی دولت کم ہی کسی کو نصیب ہوئی ہے اور سبھوں نے ریاضت کی کنجی ہی سے سعادت کے خزانے اور کیمیاوی دولت کے تالے کو کھولا ہے"۔

اسی طرح دوسری جگہ یہ فرماتے ہیں:

☆ "جب سالک میدانِ ریاضت ومجاہدہ میں جادۂ شریعت وطریقت پر قدم رکھتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کی توفیق اور مجاہدہ کے ذریعے صفاتِ ذمیمہ میں سے ہر ایک صفت کو اُکھاڑ پھینکتا ہے اور بُری خصلتوں کی بجائے وہ اچھی خصلتوں میں جا بیٹھتا ہے اور جب کبھی حجاب اٹھتا ہے تو اس سے روح کی روشنی ظاہر ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اوصافِ ذمیمہ بھی

حمیدہ میں بدل جاتے ہیں اور پورا حجاب اس سے اُٹھ جاتا ہے تو پھر وہ مقامِ مشاہدہ میں پہنچ جاتا ہے''۔

حضرت شیخ برہان الدین غریب کی ذات پاک سے کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا۔ اس رسالے میں زیادہ تر ان کرامتوں کا ذکر ہے جو حضرت شیخ کی حیات مبارکہ سے متعلق ہیں۔ البتہ حضرت شیخ کے وصال کے بعد جو کرامتیں واقع ہوئی ہیں، مؤلف نے ان میں سے بھی چند کرامتوں کو اپنے رسالے میں شامل کیا ہے۔ حضرت شیخ کے وصال کو گزرے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے، لیکن آج بھی آپ کے مزار مقدس سے کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور زائرین و حاضرین انھیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔

اظہار کرامت کا معاملہ:

کچھ لوگوں کو شبہ ہوگا یا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مشائخ نے کرامتوں کے اظہار کو مناسب نہیں سمجھا ہے بلکہ انھوں نے حتی الامکان ان کو چھپایا ہے لیکن حضرت شیخ برہان الدین غریب نے کرامات کو چھپانے کے بجائے ان کا خوب مظاہرہ فرمایا ہے؟

دیکھیے! جب اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی محبوب اور برگزیدہ بندے کی عظمت و ولایت کو مخلوق خدا کے قلوب و اذہان میں جاگزیں کرنا ہوتا ہے تو وہ اپنے اولیا سے مختلف مواقع پر کرامت صادر کرا دیتا ہے جس کی بسا اوقات ان اولیا کو خبر بھی نہیں ہوتی۔............ پھر یہ کہ حضرت شیخ برہان الدین غریب بذاتِ خود کرامتوں کے اظہار سے پرہیز فرماتے تھے۔ اگر کسی کو آپ کی کسی کرامت کا علم ہوتا اور وہ آپ کی خدمت میں آ کر اس کا ذکر کرتا تو آپ اس سے انکار فرماتے اور اس کا رد کرتے تھے۔ کرامت بیان کرنے والا اگر تاکید کے ساتھ کہتا تو آپ اس کی تاویل کرتے تھے۔ غرائب الکرامات میں شیخ مجد الدین عماد کاشانی نے تحریر کیا ہے کہ

''حضرت قطب المدار جو اصحابِ کرامت کے کعبہ اور اربابِ معرفت کے قبلہ ہیں، انھوں نے خود سے کبھی کشف و کرامت کا اظہار نہیں کیا۔ آپ ہمیشہ اس کو چھپاتے تھے''۔

بطور ثبوت و سند غرائب الکرامات کا ایک واقعہ سماعت کریں۔ شیخ مجد الدین عماد کاشانی بیان کرتے ہیں کہ:

اولیا پناہ حضرت قطب المدار [شیخ برہان الدین قدس سرہ] کی خانقاہ میں مسافروں اور سیاحوں کا ایک گروہ پہنچا۔ خادم اندر سے باہر آیا اور کہا کہ حضرت وضو فرما رہے ہیں۔ آپ لوگ کچھ دیر جماعت خانہ (مسجد) میں بیٹھیں۔ حضرت جب وضو سے فارغ ہو جائیں گے تو اطمینان سے ملاقات ہو جائے گی۔ یہ لوگ کافی شور و غل کرنے لگے اور بے موقع بات چیت اور نامناسب کلمات بکنا شروع کر دیے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے ملک بالا کے سیاح اور مسافر ہیں۔ ہم لوگ خانۂ کعبہ سے مشائخ کی زیارت کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔ تم ہماری تعظیم نہیں کر رہے ہو اور توہین و تحقیر کی نظر سے دیکھ رہے ہو۔ خادم نے یہ بات حضرت قطب المدار کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت قطب المدار نے ان سب کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلایا اور یہ لوگ اسی طرح شور مچاتے اور ہنگامہ کرتے ہوئے خدمت میں حاضر ہو گئے، لیکن آپ کے قریب پہنچتے ہی خاموش ہو گئے اور آداب بجا لائے۔ حضرت قطب المدار اپنا دست مبارک ان کی پیٹھ پر رکھتے ہوئے مسکرانے لگے اور فرمایا: بیٹھ جائیں! جب وہ لوگ بیٹھ گئے تو ایک دوسرے کی جانب دیکھنے اور کہنے لگے کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن سے ہم لوگوں نے کئی بار [خانۂ کعبہ میں] مصافحہ کیا ہے اور پھر ان لوگوں نے اپنا سر آپ کے قدموں میں ڈال دیا اور کہا کہ یہ تو خدا کے دوست برہان الدین ہیں۔ حضرت قطب المدار نے فرمایا کہ خدارا ایسا نہ کہو، اس لیے کہ دنیا میں کئی برہان الدین ہیں۔ وہ کوئی دوسرے ہوں گے''۔

غرائب الکرامات کی معتبریت:

یہ رسالہ استنادی حیثیت کا حامل ہے۔اس کی بعض کرامات و مکاشفات کے بیان کرنے والے خود حضرت شیخ کے برادرانِ طریقت اور حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ کے مرید ین وخلفا ہیں جن کی عظمت وحیثیت کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔اس اعتبار سے اگر غرائب الکرامات کا جائزہ لیا جائے تو اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔حضرت شیخ کے برادرانِ طریقت اور بلند مقام احباب ورفقا نے بھی حضرت شیخ کی ولایت ومرتبت اور عظمت وبزرگی کا اعتراف واقرار کیا ہے۔اسی رسالے میں ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے جب حضرت شیخ برہان الدین کو تبلیغ ارشاد اور دعوتِ حق کے لیے سرزمین دہلی سے ملک دکن روانہ فرمایا تو سات سو منتخب اور باکمال مریدین وخلفا کی ایک جماعت کو آپ کے ساتھ کیا اور ان سب کا مقتدا وپیشوا آپ کو مقرر فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ غرائب الکرامات حضرت شیخ برہان الدین غریب کے کل ۲۳ رحاضر باشوں جن میں آپ کے معاصرین، برادرانِ طریقت، خلفا ومریدین اور دیگر فیض یافتگان کے حوالے سے حضرت شیخ کے......[۷]......مکاشفات اور......[۷]......خرقِ عادات واقعات یعنی کرامات کا ذکر ہے۔جن میں خواجہ نصیر الدین محمود دہلوی، مولانا لطیف الدین......خواجہ محمد لشکری، خواجہ محمود لاجورہ، خواجہ مبارک معروف......کاکا شاد بخت......خواجہ رکن الدین عماد دبیر کاشانی، خواجہ حماد الدین عماد کاشانی، مولانا عزیز الدین حافظ......خواجہ رشید الدین......خواجہ مبارک غوری، خواجہ مجد الدین عماد کاشانی، خواجہ جلال الدین......ملک عالم دبیر قتلغ خان......خواجہ محمد کاتب ندیم......شیخ فضل اللہ، شیخ شمس الدین......خواجہ علی شاہ عمر محرابی......سید شاہ ابراہیم عرف برہانی......خواجہ محمد رستم......خواجہ جلال الدین..........خواجہ برہان الدین کاشانی، خواجہ عبدالرب مطنجی......قابل ذکر ہیں۔خاص بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا سبھی حضرات کے بیان کردہ واقعات ان کے اپنے ذاتی تجربات، مشاہدات اور ثقہ روایات پر مبنی ہیں۔

مؤلف نے صرف ایک ہی کرامت کو اپنے حوالے سے بیان کیا ہے، باقی تمام کرامات وواقعات کو حضرت محبوب الٰہی کے مریدین وخلفا وخواجہ برہان الدین کے برادران طریقت اور اپنے برادرانِ طریقت اور خواجہ غریب کے مریدین وخلفا کے حوالے سے ہی ذکر کیا ہے، جن کی ثقاہت ومعتبریت کا اندازہ آپ حضرات خود لگا سکتے ہیں۔اس رسالے میں جن علما ومشائخ کے حوالے دیے گئے ہیں، وہ علم وفضل اور ولایت وتقویٰ میں بلند مقام پہ فائز تھے، ان کی زبانی روایت کردہ کرامات اور مکاشفات استنادی حیثیت کے حامل ہیں۔

بحیثیت ماخذ ومرجع:

یہ رسالہ ایک قابل قدر ماخذ ہے جس کی علمی اور تاریخی حیثیت مسلم ہے۔ہر دور کے اربابِ علم ومعرفت اور اصحابِ تاریخ وتحقیق نے اس سے استفادہ کیا ہے اور اپنی اپنی تصنیفات وتالیفات میں جا بجا اس کے حوالے اور اقتباسات پیش کیے ہیں، مثال کے طور پر؛

☆ یہ رسالہ نامور عالم ومصنف میر سید غلام علی آزاد بلگرامی کے مطالعے میں بھی رہا ہے۔انھوں نے اپنی تصنیف ''روضۃ الاولیا'' میں حضرت شیخ برہان الدین غریب اور ان کے خلفا ومریدین وغیرہ کے حالات وواقعات کے بیان میں کثرت سے ''غرائب الکرامات'' کے اقتباسات ومندرجات پیش کیے ہیں۔مولانا آزاد بلگرامی کی نگاہ سے غرائب الکرامات کے ساتھ شیخ برہان الدین غریب کے ملفوظات [یعنی نفائس الانفاس، احسن الاقوال] بھی گزر چکی ہیں۔چناں چہ وہ ''روضۃ الاولیا'' میں شیخ رکن الدین عماد کاشانی اور ''نفائس الانفاس'' کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نیز ان کے دوسرے بھائی شیخ مجد الدین بن عماد کاشانی علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ کی کرامتوں پر

مشتمل دو کتابیں تصنیف فرمائیں؛ ایک غرائب الکرامات اور دوسری بقیہ الغرائب۔ یہ چاروں کتابیں فقیر [آزاد بلگرامی] کی نظر سے گزر چکی ہیں''۔(ص: ۵۰، روضۃ الاولیا مترجم)

☆مشہور دانش ور اور محقق پروفیسر نثار احمد فاروقی نے غرائب الکرامات کا انتخاب ماہنامہ منادی دہلی......شائع کیا ہے۔ دیگر علما و مصنفین نے بھی غرائب الکرامات سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور اس کی استنادی اہمیت و افادیت کو تسلیم کیا ہے۔ مشائخ طریقت اور عرفائے حقیقت نے بھی اس کتاب سے حظ وافر اٹھایا ہے اور اپنی اصلاحی و روحانی مجلسوں میں اس کے واقعات و روایات کو بیان کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔..........

ایک مغالطہ کا ازالہ:

بہر حال! غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات حضرت شیخ برہان کے کشف و کرامت پر مشتمل ہے، نہ کہ ملفوظات پر۔ واضح رہے کہ یہ حضرت شیخ کی محض چند کرامات پر مبنی ایک مختصر رسالہ ہے، ورنہ آپ کی کرامات کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر بھی ناکافی ہے جیسا کہ مؤلف غرائب الکرامات شیخ مجد الدین کاشانی نے بھی بیان کیا ہے، وہ اپنے دیباچے کے اختتام پر لکھتے ہیں:

اربابِ دین کے دل کو سمجھنا اور اصحابِ یقین کے ذہن کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت قطب المدار کی اتنی کرامات ہیں کہ اگر پوری عمر اُن کے بیان کرنے میں صرف کر دی جائے تو ان کے عشر عشیر (دسویں حصے) کو بھی تحریر میں نہیں لایا جاسکتا اور بندۂ امیدوار کو جو کچھ مشاہدہ اور معائنہ ہوا اور مریدانِ صادق سے میں نے سنا ہے، اس سبب سے کہ بہت سے لوگ موانع روزگار کی وجہ سے ان کی کتابت نہیں کر سکتے ہیں، ان کو اس رسالے میں پیش کر دیا تا کہ جس کو ان کی طلب ہوگی وہ اس کو نقل کر سکے اور مطالعے کی دولت سے محروم نہ ہو۔

غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات کے بارے میں ایک زبردست مغالطے کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ بعض اربابِ علم و تحقیق نے غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات کو حضرت شیخ برہان الدین کے ملفوظات کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ جب کہ غرائب الکرامات وعجائب المکاشفات کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ رسالہ کرامات و مکاشفات پر مشتمل ہے۔ خود مؤلف نے بھی اپنے دیباچے میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ رسالہ کرامت پر مشتمل ہے، چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

''اخوانِ باصفا اور برادرانِ باوفا میں سے ایک فرد نے درخواست کی کہ وہ رسالہ جو حضرت شیخ الاسلام کی کرامت پر مشتمل ہے، معرضِ وجود میں لائیں۔ فی البدیہہ طور سے میری دعا بابِ اجابت کو پہنچ گئی۔ خاندان کریم کے خدام و ملازمین کے لیے اس سے بڑھ کر کون سی یادگار، مریدوں کے لیے کون سا تحفہ اور شریف خانوادے کے لیے کون سا سامان ہو سکتا ہے''۔

نصیحت آموز واقعات:

یہ رسالہ درس عبرت واقعات اور سبق آموز کرامات سے پُر ہے، جس میں لوگوں کے لیے سامانِ ہدایت اور پیغام درس ہے اور لائق عمل بھی۔

خدمت خلق کی تعلیم وہدایت:

مشائخ کا یہ متفقہ ارشاد ہے کہ خلق خدا کو آرام پہنچانے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔ اس اعتبار سے اگر حضرت شیخ برہان

الدین غریب کی کتاب حیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ تا حیات اسی پر کاربند رہے۔اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے لے کر عمر عزیز کے آخری لمحات تک کو آپ نے خلق خدا کی راحت رسانی کا کام کیا ہے اور انھیں دینی و روحانی اور دنیاوی و سماجی ہر اعتبار سے فائدہ پہنچایا ہے۔

شیخ مجد دالدین بیان کرتے ہیں کہ:

آپ اپنے ابتدائی احوال میں گھر سے اپنے حصے کا کھانا لے کر اسے درویشوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتے اور خود کم کھاتے تھے۔اگر آپ کسی بھوکے کتے کو دیکھ لیتے تو اس کے پاس کھانا لے جاتے ......اور اس کو کھلا دیتے اور کتے کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے درخواست کرتے اور مناجات کرتے کہ اے خدا! تو اسے اپنی طرف بلا اور درگاہِ الٰہی کے مخلصوں میں سے بنا!

حضرات! جس شخصیت کے اندر ایام طفلی سے ہی خود ایثاری کا جذبہ کار فرما ہو، اپنے سے زیادہ خلق خدا کی راحت رسانی کی فکر دامن گیر ہو اور اپنے پیٹ کو بھوکا رکھ کر غریبوں، مسکینوں اور جانوروں کی شکم سیری کا خیال ہو، بھلا اس کی عظمت و منزلت کا کوئی کیا قیاس لگا سکتا ہے۔یہی نہیں کہ آپ نے بھوکے کتے کو کھانا کھلایا بلکہ اس کو کھلانے کے ساتھ ساتھ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے عرض گزار بھی ہوئے اور بارگاہِ خداوندی میں اس کو قرب عطا کرنے کی درخواست بھی کی۔

آپ اندازہ کریں کہ جس انسان کو ایک جانور کی اتنی فکر ہو گی، اس کے اندر ایک انسان کے تئیں ہمدردی و خیر خواہی کا جذبہ کس درجہ موجزن ہو گا اور اس کو مقاماتِ عالیہ پہ پہنچانے پر کس درجہ حریص ہو گا۔

حضرت شیخ برہان الدین جہاں اپنے طور پر خدمت خلق اور بندگانِ خدا کی راحت رسانی کا فریضہ انجام دیتے تھے، وہیں اپنی صحبت و خدمت میں رہنے والوں، ارادت و عقیدت مندوں کو بھی اس کارِ خیر کی طرف ترغیب دلا کر اس امر کی بڑی تاکید و تنبیہ فرماتے تھے۔اس سلسلے میں بہت سے واقعات رسالے میں درج ہیں، ان میں سے حضرت شیخ رکن الدین عماد کاشانی سے متعلق ایک واقعہ نہایت اہم اور دلچسپ ہے۔شیخ رکن الدین اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

مجھ حقیر کو بارہا یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں سلطان [ناصر......] کی خدمت و ملازمت ترک کر کے کنج قناعت اور گوشۂ خلوت اختیار کروں گا۔یہاں تک کہ ایک روز یہ بات میرے دل میں راسخ ہو گئی اور اسی نیت کے ساتھ میں نے حضرت قطب المدار کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا۔جب ملاقات کے شرف سے مشرف ہوا تو اس سے پہلے کہ میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کروں اور اپنے دل کی تمنا و خواہش کو زبان پر لاؤں، حضرت قطب المدار نے کشف سے معلوم کرتے ہوئے کچھ اشعار بیان فرمائے۔اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ احمد معشوق اس مقام و مرتبہ کو پہنچے ہوئے تھے کہ وہ بادشاہوں کے دروازے پر جاتے اور خلق خدا کے کاموں کو مکمل کرنے میں اقدام فرماتے تھے۔تم نے خواجہ احمد معشوق کی حکایت سنی ہو گی، لہٰذا اب تم بھی ان کے طریقے پر شاہی محل میں جا کر بندگانِ خدا کے کاموں کے لیے اقدام کرو اور ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ کہ یہ عمل تمھاری گوشہ نشینی اختیار کرنے اور گھر میں رہنے سے بہتر ہے''۔

اس واقعے سے ایک چیز کا اندازہ ہوا، وہ یہ کہ جس طرح حضرت محبوب الٰہی نے اپنے مرید و خلیفہ حضرت شیخ غریب کو اپنے دور کا بازید فرمایا تھا، اسی طرح شیخ غریب نے بھی اپنے مرید و خلیفہ شیخ رکن الدین کو گویا اپنے دور کا شیخ احمد معشوق فرمایا جس سے شیخ رکن

الدین کی قدرومنزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔شیخ احمد معشوق کا مقام کیا ہے؟ آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت شیخ صدرالدین عارف سہروردی جو حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کے فرزند تھے، کے مرید و خلیفہ تھے۔فوائد الفواد میں ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے شیخ احمد سے شیخ احمد معشوق ہونے کا واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ یہ جاڑے کے موسم میں پانی میں چلے گئے کہ اور بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوئے کہ اے میرے مولیٰ میں کیا ہوں۔.........اخیر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ سارے اولیا میرے عاشق ہیں اور تو میرا معشوق ہے۔اس کے بعد سے آپ کا نام شیخ احمد معشوق ہوگیا۔

خصوصیات وانفرادیات:

☆اس رسالے میں بہت سے تاریخی آثار وواقعات بھی درج ہیں جو علم تاریخ کے شائقین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔اس میں مورخین کے لیے کافی گراں قدر معلومات فراہم کردی گئی ہیں۔

☆اس رسالے سے خود مؤلف رسالہ شیخ مجدالدین کاشانی اور ان کے خاندان و برادران کے سلسلے میں خاصا مواد ملتا ہے......

☆اس رسالے سے پتا چلتا ہے کہ مؤلف ایک جید نثر نگار وانشا پرداز ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔جگہ جگہ انھوں نے موقع ومحل کی مناسبت سے اپنے اشعار پیش کیے ہیں۔رسالے کے اخیر میں انھوں نے اپنے پیرومرشد حضرت شیخ برہان الدین غریب کے وصال پرملال پر رقت آمیز اور دردانگیز مرثیے بھی کہے ہیں جو بہت ہی اہم ہیں۔

☆اپنے عہد کے شاہان وسلاطین اور امراوحکام کا بھی واقعات کے ذیل میں جابجا ذکر ملتا ہے جن میں......شامل ہیں۔

☆اس رسالے میں حضرت شیخ غریب کے ۴رخلفا ومریدین کا الگ سے ذکر بھی ہے جن میں مولانا فریدالدین ادیب، مولانا زین الدین بن داؤد حسن شیرازی، خواجہ نصیرالدین اور شیخ ملک مبارک شمس الملک کے اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔ان حضرات کا نہ صرف اس میں ذکر ہے بلکہ ان کی بھی چند کرامات کو شامل کیا ہے۔ان میں شیخ فریدادیب کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔شیخ فریدادیب کو اپنے شیخ کامل سے کس قدر عقیدت ومحبت تھی اور شیخ کامل کو بھی ان پر بڑا فخر وناز تھا، اس کا اندازہ اس کتاب میں درج کچھ واقعات سے بخوبی ہوتا ہے۔یہاں ان کے چند اوصاف وکمالات کو بیان کیا جاتا ہے:

[۱]اگرآپ کے مصلا یا سونے کے کپڑے کو پکڑا جاتا تو اس سے چمک دار روشنی نکلتی اور پورا مقام روشن ہوجاتا تھا۔

[۲]حضرت شیخ برہان الدین غریب فرماتے ہیں:

''میں نے اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتیں مولانا فریدالدین کے حوالے کردیں اور ان کو جاری کردیا۔اگر کل قیامت میں خدائے تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے برہان الدین! میری بارگاہ میں تو کیا[تحفہ]لایا ہے تو عرض کردوں گا کہ فرید کو لایا ہوں''۔

شیخ فریدالدین ادیب کو اپنے شیخ کامل کے ادب واحترام اور ان کی گدی کے تقدس وعظمت کا بڑا خیال تھا۔مولانا لطف الدین......قاضی فریدالدین ادیب کے مناقب میں بیان کرتے ہیں:

میں ایک روز مولانا فریدادیب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لیے گیا تھا۔دیکھا کہ آپ تنہا بیٹھے ہوئے گریہ وزاری کررہے ہیں۔جب آپ خودی اور ہوش سے باہر آئے تو میں نے بڑی جسارت وجرأت کے ساتھ پوچھا کہ رونے کی وجہ کیا تھی؟ مولانا نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ'' حضرت قطب المدار کا فرمان جاری ہوگیا ہے کہ آپ کی

وفات کے بعد ان کے سجادۂ رشد و ہدایت پر میں بیٹھوں۔ کس کو یہ مجال اور ہمت ہوگی کہ حضرت قطب المدار کی جگہ پر بیٹھ سکے۔ خدائے تعالیٰ سے میں یہی چاہتا ہوں کہ حضرت قطب المدار سے پہلے ہی میں دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف چلا جاؤں''۔

☆ دوسری شخصیت حضرت مولانا سید زین الدین بن داؤد شیرازی کی ہے۔ حضرت مولانا زین الدین بھی حضرت شیخ برہان الدین کے مرید و خلیفہ تھے اور پھر اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد ان کے جانشیں بھی ہوئے۔ اس سعادت مند اور قابل فخر مرید کے بارے حضرت شیخ برہان الدین نے فرمایا ہے کہ ''یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی مغفرت و بخشش ہو چکی ہے.........

☆ کچھ بزرگان طریقت کے اہم واقعات کا معتبر ماخذ و مصدر صرف یہی رسالہ ہے جن کا ذکر عموماً دیگر کتابوں میں نہیں ملتا ؛ مثلاً اس کتاب سے خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی کتاب حیات کے کئی اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے:

[۱] خواجہ نصیر الدین جب بیعت کے لیے دہلی آئے تھے تو ان کا قیام خواجہ برہان الدین کے یہاں تھا۔

[۲] خواجہ برہان الدین نے خواجہ نصیر الدین کی خلافت و جانشینی کی پیشین گوئی پہلے ہی کر دی تھی۔

[۳] خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کی مجلس بیعت و خلافت کے وقت خواجہ برہان الدین غریب بھی موجود تھے۔

[۴] خواجہ نصیر الدین بھی خواجہ برہان الدین کی مجلس میں بیٹھنے والوں اور حاضر باشوں میں تھے۔

☆ جس شخصیت کے بارے میں مکاشفہ ہوا ہے، یا جس سے کرامت بیان اور نقل ہوئی ہے، بیانِ کرامت و مشاہدہ سے پہلے ان تمام شخصیات کا مناسب القاب و آداب کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کا علمی و روحانی اجمالی تعارف بھی پیش کر دیا گیا ہے جس سے ان کی زندگی کے کئی گوشوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

☆ یوں تو حضرت شیخ برہان الدین کا مشہور لقب ''غریب'' ہے جو آپ کے پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہی کا عطا کردہ ہے، لیکن غرائب الکرامات میں بجائے اس لقب کے ''قطب المدار'' سے التزام کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے اور کہیں شیخ الاسلام سے بھی۔

☆ مؤلف نے کمالِ احتیاط کے ساتھ تالیف کا کام انجام دیا ہے۔ حضرت شیخ غریب کی حیات مبارکہ میں پیش آمدہ واقعات کو بیان کرنے کے بعد اخیر میں الحمد للہ رب العالمین لکھا ہے جب کہ بعد وفات والی کرامات کو بیان کرنے کے بعد واللہ اعلم لکھا ہے جس میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے.........

☆ غرائب الکرامات کے مطالعے کے بعد اس امر کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ شیخ رکن الدین کاشانی نے.........کو حضرت ملک مبارک شمس الملک کی خواہش پر تالیف کیا ہے۔ شیخ مجد الدین کاشانی نے اس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

غرائب الکرامات کے مطالعے سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی تالیف کے وقت جن علما و مشائخ سے واقعات و روایات اخذ کیے ہیں، ان میں کچھ حضرات باحیات تھے جیسا کہ دامت برکاتہ وغیرہ سے اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جن بزرگان طریقت سے انھوں نے کرامات و مکاشفات کی ساعت کی ہے، ان کو تحریر کرتے وقت وہ انتقال کر چکے تھے جیسا کہ علیہ الرحمۃ والغفران وغیرہ دعاے مغفرت کے جملے سے اندازہ ہوتا ہے۔

عہد و سنہ تصنیف

چند معروضات وگزارشات:

اخیر میں یہ کہنا چاؤں گا کہ ویسے انفرادی طور پر کچھ حضرات مثلاً؛ مولانا میر سید غلام علی آزاد بلگرامی اور دیگر حضرات نے کچھ پہل ضرور کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ برہان الدین غریب جیسی بلند پایہ علمی وروحانی شخصیت پر جتنا خاطر خواہ کام ہونا چاہیے اور ان کی علمی، دینی، اخلاقی، روحانی، سماجی وغیرہ خدمات کا ذکر ہونا چاہیے وہ باضابطہ نہیں ہوسکا ہے۔ پہلے حضرت شیخ برہان الدین کے ملفوظات وغیرہ بآسانی دستیاب بھی نہیں تھے، اب تو ماشاء اللہ کچھ تو ترجمہ وتحقیق کے ساتھ منظر عام پر آچکے ہیں۔ ان تمام کتابوں کو بغور مطالعہ کر کے حضرت شیخ پر تحقیقی کام کرانے کی ضرورت ہے، ان کے احوال وکمالات اور خدمات اور کارناموں پر تحقیقی اور مبسوط کام ہونا چاہیے اور ان کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہیے۔☆ حضرت شیخ برہان الدین کی کئی کتابوں کا بھی انکشاف ہوا ہے ...... پہلے ان کتابوں کی بازیافت کی کوشش ہونی چاہیے، پھر ان کی دستیابی کے بعد انھیں مختلف زبانوں میں ترجمہ کرا کر جدید اسلوب میں منظر پر لائیں۔

کسی بھی شخصیت کا نام تذکروں کی بدولت ہی علم وادب کی تاریخ میں زندہ رہتا ہے اور یہی معلومات بعد میں آنے والی نسلوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے قیمتی اثاثے ہوتی ہیں۔ اللہ بھلا کرے خاندانِ کاشانی کے شیخ عماد الدین کے فرزندانِ والا تبار کا جنھوں نے اپنے پیرومرشد کے ملفوظات اور احوال وکوائف کو تحریر فرما کر بڑا احسان کیا ہے جن کی کتابیں حضرت خواجہ برہان الدین پر تحقیق وریسرچ کے لیے بنیادی مراجع اور اہم دستاویزت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے اکثر کتابوں کا تو فارسی سے اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کتابوں کو رائج مختلف زبانوں میں بھی منتقل کر دیا جائے تا کہ شیخ غریب کی تعلیمات سے ہر طبقہ محظوظ ہو سکے اور ان کے علمی وروحانی کا دائرۂ استفادہ مزید وسیع وہمہ گیر ہو سکے۔

اسی ضمن میں بطور خاص ایک اور بات کہنا چاہوں گا، وہ کہ شیخ مجد الدین کاشانی نے حضرت خواجہ برہان الدین کی حیات میں وقوع پذیر کرامات کے ساتھ حضرت شیخ کے وصال کے بعد کی بھی کرامتوں کو شامل کیا ہے جس سے دراصل انھوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت شیخ کے وصال کے بعد کو کرامتوں کو محفوظ کرنا چاہیے اور انھیں معتبر راویوں کے حوالوں سے ہی بیان کرنا چاہیے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آئے دن جو حضرت شیخ کے مزار مبارک سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں، انھیں بھی معتبر حضرات وافراد کے حوالوں سے بھی تحریری شکل میں لانے اور محفوظ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان کو پڑھ کر مشائخ کی عظمت ان کے دلوں میں اور رچ بس جائے اور بزرگان طریقت کے تصرفاتِ باطنی اور روحانی دستگیریوں سے وہ اپنی حاجتیں پوری کریں اور ان کی بارگاہوں میں اپنے مسائل ومعاملات کو پیش کر کے حل کی کوشش کریں۔

شیخ مجد الدین نے غرائب الکرامات کے اختتامیہ میں ایک بڑی اچھی بات کہی ہے۔ اس میں انھوں نے کرامتوں کو تحریر کرنے کا مقصد بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

> ''مذکورہ چند کرامات کو اس وجہ سے قلم بند کر دیا کہ مریدین کے یقین میں مزید اضافہ ہو اور وہ جانیں کہ شیخ حیات و ممات دونوں میں حامی ومددگار ہیں اور ہر حال میں شیخ کی ولایت سے التجا کریں کہ شیخ وفات کے بعد بھی مرید کے احوال وافعال پر مطلع ہیں اور شیخ کو مردہ نہ جانیں کہ خدائے تعالیٰ کے ولیوں کو موت نہیں''۔

البتہ اس میں یہ ضرور احتیاط رکھی جائے کہ مستند افراد سے بیان کردہ واقعات کو ہی کتاب میں جگہ دیں اور دن تاریخ اور سنہ کے ساتھ انھیں لکھیں اور راوی کی تفصیل بھی درج کریں تا کہ بعد میں ان کی سند پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔